سلسلہ کا خود خدا حافظ ہوگا

ہم خاموش ہو رہیں گے"۔

الغرض آخیر وقت تک حضرت ممدوح باوجود عوض عروض اور کئی قسم کے مشکلات ۔ تکالیف اور نقصانات کے ذکر اذکار سننے کے اپنی اسی رائے ۔ اسی فیصلہ اور عزم صمیم پر قائم رہے تا جماعتی اتحاد اور وحدت قومی کو نقصان نہ پہنچے ۔ اس حقیقت کے بعد

چیست عذرے پیش حق اے مجمع لنشاکین

اللہ ۔ اللہ! کہاں وہ بدظنیاں ۔ قیاس آرائیاں اور دروغ بے فروغ کہ محمود خلافت کا خواہشمند اور اس کے حصول کے لئے ساعی وکوشاں رہتا ۔ اور جوڑ توڑ اور منصوبے کرتا رہتا ہے ؛ اور کہاں یہ حقائق ؛ افسوس ! دنیا نے اپنے نفسوں پر قیاس کرکے اس پاکباز ۔ راستباز ۔ بے غرض اور بے نفس ۔ حامل حق وحقیقت ۔ عاشق صدق وصداقت ۔ حق جو اور حق گو پر بدظنی کرکے اپنی جانوں پر ظلم کیا ۔ اس کے بیان پر اعتبار کیا نہ اس کی سوگند کو تسلیم ۔ کاش وہ اپنی جانوں پر رحم کرتے ۔ اس کے سوز جگر اور گذارش قلب سے نکلے ہوئے کلام سے ہی متاثر ہوتے ۔ اور صداقت کے انکار ۔ بدنتائج و عواقب سے بچ جاتے ۔ مگر صد حیف کہ بغض وعناد اور خود غرضی وخودسری کی پٹی نے کچھ دیکھنے دیا نہ سوچنے اور سمجھنے ۔ برعکس ان کے اس مقدس انسان نے اپنے دشمنوں کو دشمن سمجھا نہ اُن کے بغض وعناد سے اپنے صافی قلب کو ناپاک ومکدر کیا ۔ بلکہ اُن کی جانوں پر رحم اور نسلوں پر احسان کیا ۔ تکبر کے مقابل پہ تواضع دکھائی ۔ اور حقارت کے بدلے محبت کا اظہار کیا ۔ کسی سے حسد رکھا نہ بغض ۔ حتیٰ کہ وحدت قومی اور اتحاد جماعتی کے لئے اُن کی سرداری و خلافت تک قبول کر لینے کے عزم ونیت سے نہ صرف خود ہی اُن کی غلامی وبیعت کا جُوا اٹھانے پر آمادہ تھا ۔ بلکہ سارے خاندان ۔ دوستوں اور ہم خیالوں کو اسی زنجیر کے پہن لینے پر رضامند و تیار کر چکا تھا ۔ اور اس طرح آپ نے ایسی عظیم الشان قربانی پیش کی ۔ جس کی مثال محال اور نظیر ناممکن

فدیناہ بذبح عظیم

خدا کا کلام زندہ اور دائم قائم ہے ۔ اور کذالک نجزی المحسنین اس کا وعدہ ۔ سو اللہ تعالےٰ نے بھی کوئی کمی نہ کی ۔ اور وہ کچھ دیا ۔ جس کا کوئی حساب ہے نہ حد ۔

حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سارے خاندان کو جمع فرمایا ۔ سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا ۔ حضرت ناناجان قبلہ مرحوم مغفور ۔ حضرت نواب صاحب شاہزادے اور شاہزادیاں ۔ بیگمات اور خواتین سبھی موجود تھے ۔ حضرت ممدوح نے خلافت کے متعلق اپنا نقطۂ نگاہ پیش کیا ۔ اپنی رائے ظاہر فرمائی ۔ اور اپنے فیصلہ کے تمام پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہوئے سارے خاندان اور اہلبیت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے ساتھ متفق کرکے اُن اصحاب میں سے کسی ایک کی بیعت کرنے پر آمادہ کر لیا ۔ صاحبزادہ نواب عبدالرحیم خاں صاحب نے کچھ اختلاف کیا ۔ مگر آخرکار وہ بھی رضامند اور متفق ہو گئے تھے ۔ ۱۳ مارچ بعد نماز عصر کا ذکر ہے ۔ نماز سے فراغت کے بعد دعاؤں میں معروف حضرت محمود ایدہ اللہ الودود حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پلنگ کے قریب بیٹھے تھے ۔ دل میں اُبال اُٹھا ۔ تحریک دعا اور جوش ذکر پیدا ہوا ۔ تنہائی اور علیحدگی کے لئے اندر سے اُٹھ برآمدہ میں آئے ۔ اور حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب سے فرمایا :۔

"طبیعت بہت گھبرائی ہوئی ہے ۔ میں کچھ دیر کے لئے علیحدہ ہونا چاہتا ہوں ۔ آپ ایسا انتظام کریں ۔ کہ دوست میرے پیچھے نہ آئیں"

مولوی صاحب نے عرض کیا میں احباب کو روک دونگا آپ تشریف لے جائیں ۔ چنانچہ آپ تنہا حضرت نواب صاحب کی کوٹھی سے جانب شرق سیدھے باغ میں سے ہوتے ہوئے جا رہے تھے ۔ کہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے جو کہ اپنے ساتھیوں سمیت کوٹھی کے شمالی جانب لب سڑک کنوئیں پر کھڑے آپس میں مشورے کر رہے تھے ۔ آپ کو باہر جاتے دیکھ کر ساتھیوں کو بتایا ۔ کہ :۔

میاں وہ جا رہے ہیں

چنانچہ مولوی محمد علی صاحب نے تیز قدم اور جلد جلد چلکر پہلے مشرق اور مشرق سے جنوب کو کوٹھی کے شرقی جانب کی سڑک پر حضرت کو آکر روک لیا ۔ اور اس وقت سے شام کی اذان تک دونو اسی سڑک پر شمالاً جنوباً ٹہلتے اور باتیں کرتے رہے ۔ میں کوٹھی کے دروازہ میں سے اور مولوی محمد علی صاحب کے رفیق شمالی کوئیں سے دیکھتے رہے ۔ نہ میں ہی آگے بڑھا ۔ اور نہ وہ ہی آکر مخل ہوئے ۔ اذان سن کر دونو اپنے اپنے راستے واپس ہوئے ۔ حضرت کی واپسی پر میں کچھ آگے بڑھا ۔ جس پر آپ نے فرمایا :۔

"مولوی محمد علی صاحب کہتے تھے ۔ کہ آپ جانتے ہیں ۔ کہ جماعت میں اختلاف موجود ہے ۔ دو گروہ بن گئے ہیں ۔ اور کوئی بھی دوسرے کے ہاتھ پر جمع ہونے اور بیعت کرنے کو تیار نہیں ۔ اس لئے ہمیں چاہیئے ۔ کہ فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کریں ۔ بلکہ چند ماہ توقف کریں ۔ اور بیرونی جماعتوں کو اطلاع دیکر کسی مقررہ تاریخ پر جمع کرنے کا انتظام کرکے مشورہ کے بعد فیصلہ کیا جائے" وغیرہ

فرمایا میں نے مولوی صاحب کو یہ جواب دیا ہے ۔ کہ :۔

"یہ بات درست نہیں ۔ کہ ہم میں ایسا اختلاف موجود ہے ۔ کہ کوئی فریق دوسرے کی بیعت کرنے کو تیار نہیں ۔ آپ اپنے آدمیوں میں سے کسی ایک کو مقرر کرلیں ۔

میں اسکی بیعت کرتا ہوں

اور مجھے یقین ہے ۔ کہ سارے کے سارے میرے ساتھی ان کی بیعت کرلیں گے ۔

میں نے ہر چند زور دیا ۔ سمجھایا اور بار بار کہا ۔ مگر مولوی صاحب انکار ہی کرتے اور کہتے رہے ۔ کہ "آپ یونہی کہتے ہیں ۔ یہ بات ناممکن ہے" ۔ اور یہ سارا وقت اسی بحث اور تکرار میں خرچ ہُوا ۔ میں نے بار بار ان کو یقین دلانے کی کوشش کی ۔ کہ میں آپ میں سے ہر کسی کی بیعت کرنے کو تیار ہوں ۔ جسے آپ منتخب کریں ۔ اور نہ صرف میں تنہا بیعت کروں گا ۔ بلکہ میرے سارے ساتھی میرے ساتھ ہی بیعت کریں گے ۔ کوئی تخلف ہوگا نہ انکار ۔ مگر مولوی صاحب آخر تک اسی بات پر اصرار کرتے رہے ۔ کہ

"یہ ممکن نہیں ۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکیگا

اور آخر میں اپنی وہی تجویز دہرائی ۔ کہ فیصلہ میں جلدی نہ کی جائے ۔ بلکہ چند ماہ کا وقفہ دیکر مقررہ تاریخوں پر جماعت کو جمع کرکے مشورہ اور مشورے کے بعد فیصلہ کیا جائے"

سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ۔ کہ جب بار بار کہنے اور یقین دلانے کے باوجود مولوی صاحب اپنے ہی خیال پر جمے رہے ۔ اور میری پیشکش کو ناممکن ۔ ناقابل عمل اور خیالی بتاتے رہے ۔ تب میں نے آخر میں اُن سے یہ کہا ۔ کہ :۔

"مولوی صاحب آپ اور میں دو نو جماعت کے فرد ہیں ۔ ہمیں کیا حق پہنچتا ہے ۔ کہ ہم بطور خود کوئی فیصلہ کرکے قوم کو اس کا پابند ٹھیرائیں ۔ لہذا بہتر ہے ۔ کہ آپ اپنے دوستوں سے مشورہ کرلیں ۔ اور میں اپنے احباب سے مشورہ کر لیتا ہوں ۔ اگر میرے دوستوں نے آپ کی تجویز مان لی ۔ تو بس جھگڑا ختم ۔ ہم آپ کی تجویز کے مطابق عملدرآمد کرلیں گے ۔ اور اگر نہ مانا تو ایک اختلاف کی صورت قائم رہے گی ۔ اسی طرح آپ کے دوستوں نے اگر میری تجویز کے مطابق یہ قبول کر لیا ۔ کہ ایک واجب الاطاعت خلیفہ ہونا چاہیئے ۔ اور فوری طور سے اس کا فوراً انتخاب لازمی ہے ۔ تب بھی قصہ ختم ۔ اور معاملہ صاف ۔ اور اگر انہوں نے میری اس تجویز سے اتفاق نہ کیا ۔ اور آپ کی تجویز کے مطابق کسی دوسرے وقت جماعت کے اجتماع اور مشورہ پر معاملہ کو اٹھا رکھنے کا فیصلہ کیا ۔ تب بھی اختلاف قائم ۔ اور فیصلہ مشکل ۔

پھر اس صورت میں ہم دونو کل دس بجے ملکر غور وفکر کریں گے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے ۔ چنانچہ مولوی صاحب آخر اس بات پر رضامند ہو گئے ہیں ۔ کہ وہ اپنے دوستوں سے مشورہ کرکے کل دس بجے پھر ملیں گے"

حضرت نے اس سمجھوتہ کے ماتحت حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو ایک فہرست دیکر حکم دیا ۔ کہ ان احباب کو رات کوٹھی دارالسلام میں جمع کرنے کا انتظام کیا جائے ۔ ساٹھ دوستوں کے نام اس فہرست میں تھے ۔ رات کو اجتماع ہُوا ۔ اور مشورہ ہو کر بالاتفاق یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک

"واجب الطاعت خلیفہ کا انتخاب ہونا چاہیئے

اور

پہلے خلیفہ کی تدفین سے پہلے ہونا چاہیئے تاکہ خلیفہ ہی خلیفہ کا جنازہ پڑھے ۔ اور تجہیز وتدفین کا انتظام کرے"

اور اسی مجلس میں یہ بھی قرار پایا ۔ کہ رات کو تہجد میں دعائیں کی جائیں ۔ اور کل روزہ رکھکر اس معاملہ کے لئے خاص طور سے دعائیں کی جائیں ۔ کہ اللہ کریم جماعت کو اپنے فضل سے اپنی رضا کی راہوں اور صراط مستقیم پر قائم رکھیں ۔

نماز صبح ہوئی ۔ دن چڑھا ۔ مقامی لوگ اکثر حضرت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق روزہ دار تھے ۔ تازہ ٹریکٹ جا بجا تقسیم کئے گئے ۔ لوگ مل مل کر اور جدا جدا پڑھ رہے تھے ۔ مخالف وموافق خیالات میں ٹکراؤ ۔ اور بحث مباحثے جاری تھے ۔ دس بجے کی انتظار تھی کہ اتنے میں مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کی طرف سے اطلاع آئی ۔ کہ میں آ رہا ہوں انتظار کیا جائے ۔ مولوی محمد علی صاحب کو اطلاع دی گئی ۔ اور دس بجے کی بجائے بعد ظہر کا وقت مقرر کیا گیا ۔ مولانا فاضل امروہی آن پہنچے ۔ مولوی محمد علی صاحب کو اطلاع دی گئی ۔ اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت تشریف لے آئے ۔ اور امر خلافت کے متعلق صدر انجمن احمدیہ کی ایک غیر رسمی شوریٰ قائم ہوئی ۔ جس میں زیادہ تر حضرت مولانا سید محمد احسن اور مولانا محمد علی صاحب کے درمیان رد وکد اور تبادلۂ خیال ہوتا رہا ۔ اول الذکر خلافت کی ضرورت اور فوری قیام پر زور دیتے اور شرعی دلائل پیش کرتے رہے ۔ تو مولوی محمد علی صاحب اس کے خلاف ۔ اپنے تازہ ٹریکٹ کے دلائل دہراتے رہے ممبران موجودہ کی کثرت گو خلافت کی تائید میں تھی ۔ مگر فیصلہ کوئی نہ ہوسکا ۔ وقت تنگ ہو رہا تھا ۔ مجلس نماز عصر کے لئے برخاست ہوئی ۔ اور حضرت مولانا فاضل امروہی نے یہ اعلان کر دیا ۔ کہ ہم لوگ اب نماز کے بعد انتخاب خلافت کریں گے ۔ جو دوست خلافت کے قائل ہی نہیں ۔ بہتر ہے کہ وہ اس مجلس میں شریک نہ ہوں ۔ اس کے بعد یہ ساری مجلس مسجد نور میں پہنچی ۔ جہاں ڈیڑھ دو ہزار کا مجمع مرکزی اور مختلف بیرونی جماعتوں کا انتظار و اضطراب میں جمع تھا ۔ نماز عصر ہوئی ۔ اور

سیدنا نورالدین اعظم کی وہ وصیت

جو آپ نے ۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو خود لیٹے لیٹے لکھی ۔ پہلے قلم کی خرابی کی وجہ سے اچھی طرح نہ لکھی گئی ۔ تو حضرت مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو اور قلم لانے کا حکم دیا ۔ چنانچہ مولوی صاحب نے دیسی قلم پیش کی ۔ تو آپ نے پوری وصیت لکھکر مولوی محمد علی صاحب کو دی ۔ اور فرمایا ۔ پڑھکر دیکھیں پڑھی جاتی ہے یا نہیں ؟ مولوی صاحب نے پڑھی ۔ اور عرض کیا ۔ کہ حضرت پڑھی جاتی ہے ۔ حضرت نے فرمایا پھر پڑھیں ۔ اور پھر پڑھیں ۔ اس طرح تین مرتبہ اس وصیت کو مولوی صاحب موصوف سے بھری مجلس میں پڑھوایا ۔ اور پھر دریافت فرمایا ۔ کہ مولوی صاحب

کوئی اور امر تو باقی نہیں ؟

جناب مولوی محمد علی صاحب نے عرض کیا ٹھیک ہے ۔ اور کچھ باقی نہیں ۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وہی کاغذ جس پر آپنے

وصیت لکھی تھی - حضرت نواب صاحب کو دے کر فرمایا - کہ یہ ہماری امانت ہے - جو آپ کے پاس رہیگی نواب صاحب نے بیکر عرض کی - حضور اس پر دستخط فرما دیں ۔" آپ نے دوبارہ کاغذ لے کر دستخط ثبت فرمائے - اور پھر نواب صاحب کو لوٹا دیا - حضرت نواب صاحب قبلہ نے مزید احتیاط فرمائی - اور مولوی محمد علی صاحب - صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور دو تین اور دوستوں کے دستخط کرا کر لفافہ بند کر کے اپنے پاس رکھا - اور یہی وصیت حضرت نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے مجمع عام میں کھڑے ہو کر سنائی - اور دوستوں کو اس وصیت کی تعمیل میں

انتخاب خلافت

کے لئے تحریک فرمائی - جس پر چاروں طرف سے

میاں صاحب - میاں صاحب - حضرت میاں صاحب

کی آوازیں بلند ہوئیں - حضرت نواب صاحب قبلہ کے بیان کے ساتھ بعد مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے کھڑے ہو کر تقریر شروع کر دی - جس کے آخر میں اپنی طرف سے کہا - کہ

"میں تو صاحبزادہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں"

مولوی صاحب موصوف کی تقریر کے دوران میں بھی چاروں طرف سے بیعت - بیعت اور حضرت میاں صاحب - میاں صاحب کے نام کی صدائیں اٹھتی رہیں - سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود گردن ڈالے - سر جھکائے خاموش بیٹھے مصروف دعا تھے - لوگوں کے اصرار اور مقررین کی تقریروں کے باوجود آپ نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا اور نہ ہی ..... کسی نے آگے بڑھ کر حضرت کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اگرچہ ولولہ اور جوش بے انداز و بے انتہا تھا - مگر لوگ اپنے جذبات پر قابو پائے اور سنبھلے رہے - حضرت مولانا مولوی عبد المغنی خاں صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ نے جو آج واقعہ ۱۴/۳ کو حضرت مولوی شیر علی صاحب سمیت میری عیادت کو تشریف لائے یہ بالکل آخری حصہ مضمون سنکر فرمایا - کہ :-

"میں بھی سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا میں نے دیکھا اور آج بھی وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ حضرت قاضی امیر حسین صاحب مرحوم جو مسجد نور کے اندر اگلی صفوں میں سے کسی صف میں بیٹھے ہوئے تھے - انتخاب سے پہلے بالکل بے تابانہ و الہانہ اور از خود رفتگی کے عالم میں حضرت کے پاس آئے اور ایک درد بھرے لہجہ سے عرض کیا -

"حضور میری بیعت تو آپ لے لیں"

مگر حضرت بدستور خاموش بیٹھے رہے کچھ نہ فرمایا - اس پر قاضی صاحب مرحوم بھی ادب سے خاموش بیٹھ گئے اور اصرار نہ کیا تھا"

مولانا سید محمد احسن صاحب کی تقریر کے فوراً ہی بعد ایک طرف جناب مولوی محمد علی صاحب - اور دوسری طرف سید میر عابد علی شاہ صاحب کھڑے ہو گئے - دونو کچھ کہنا چاہتے تھے - مگر سید صاحب چاہتے تھے کہ پہلے وہ اپنا عندیہ بیان کریں - اور مولوی صاحب اپنے خیالات پہلے سنانا چاہتے تھے - چنانچہ دونو بزرگوں میں باہم رد و کد ہوتی رہی - سید صاحب مرحوم مولوی صاحب سے اور مولوی صاحب سید صاحب سے صبر اور انتظار کرنے کی درخواستیں کرتے رہے - وہ کہتے مجھے پہلے کچھ کہہ لینے دیں - اور وہ فرماتے مجھے پہلے عرض کر لینے دیں - اس طرح ایک مجادلہ کی صورت بن گئی - لوگ گھبرا چکے تھے - صبر و برداشت کی تاب ان میں باقی نہ تھی - جھگڑے اور مجادلے سننے کو وہ جمع نہ ہوئے تھے - دلوں کی بیچینی و اضطراب کو بھانپ کر حاضرین کی آواز کی ترجمانی کرتے ہوئے اور خلق خدا کی گویا زبان ہی بند

حضرت عرفانی کبیر نے

جرأت کی - اور پکار کر عرض کیا - کہ :-

"ان جھگڑوں میں یہ قیمتی وقت

ضائع نہیں ہونا چاہئیے - ہمارے آقا حضور ہماری بیعت قبول فرمائیں"

لوگ بھرے بیٹھے تھے - بے اختیار لبیک - لبیک کہتے ہوئے بڑھے اور ایک دوسرے پر گرنے لگے - قریب والوں کو ہاتھ میں ہاتھ دینے کا شرف ملا - دُور والوں نے پگڑیاں ڈال دیں - اور آن کی آن میں

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً

کا منظر سامنے آگیا - مخالف خیال گنتی کے چند اصحاب لوگوں کو لتاڑتے اور روندتے ہوئے مسجد سے نکل گئے - کسی نے اُن سے ..... تعرض کیا نہ گستاخی - لوگ دیوانہ وار - پروانوں کی طرح

شمع خلافت و ہدایت

کے گرد گرے پڑتے تھے - دیر تک کوئی آواز اُٹھی نہ الفاظ ایک خاموشی و سکوت کا عالم طاری رہا - دھکوں کیوجہ سے لوگ حضرت کے قریب بیٹھنے والوں کے اوپر گرے ہوئے تھے - اور قرب پانے والے لذت و سرور کے بوجھ تلے دبے ہوئے - عزیز مکرم مولوی عبید اللہ صاحب شہید کا ہاتھ سب سے پہلے دست خلافت پر پہنچا - تو دوسرا اس عزت و شرف سے مشرف ہونے والا ہاتھ حضرت مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کا تھا - جن کے بعد ایک دوسرے پر اور دوسرا تیسرے پر یوں پڑے جیسے موسلا دھار بارش کے قطرات متقطر - کوئی گنتی رہی نہ امتیاز - حتیٰ کہ حضرت نواب صاحب قبلہ جیسی

عظیم المرتبت اور واجب الاحترام

ہستی بھی اس دھکم دھکا سے محفوظ نہ رہ سکی -

حضرت مولوی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ :-

"جب دیر تک کوئی آواز میرے کان میں نہ پڑی - تو میں نے بوجھ تلے دبا ہوا اپنا سر زور کر کے اٹھایا - لوگوں کے ہاتھوں کی اوٹ دُور کر کے جھانکا - منظر خلافت کی طرف نظر کی - تو کیا دیکھتا ہوں - کہ حضور گویا میری ہی تلاش میں تھے - دیکھکر فرمایا - مولوی صاحب مجھے تو الفاظ بیعت بھی یاد نہیں - بے خیالی میں - اچانک اور غیر متوقع یہ بار مجھ پر آن پڑا ہے - آپ الفاظ بیعت بولتے جائیں"

چنانچہ مولوی صاحب فرماتے ہیں - کہ :-

"میں الفاظ بیعت بولتا گیا - اور حضرت دہراتے گئے - اور اس طرح حضور نے بیعت لی"

اور ایک لمبی دعا کے بعد مختصر سی تقریر فرمائی - اور اس طرح بکھری ہوئی اور پریشان جماعت خدا کے فضل کر دوبارہ متحد ہو کر سلک وحدت میں پروئی گئی - قلوب پر سکینت اور رحمت الٰہی کا نزول ہوا - رقت کا جو عالم تھا - اس کا ذکر قوت بیان سے باہر ہے - اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حضرت نور الدین اعظمؓ کا جنازہ حضرت نواب صاحب کی کوٹھی اور ہائی سکول کے درمیانی میدان میں پڑھا - رجوع خلق ہو کر ہجوم اس قدر بڑھا - کہ گویا فرشتے بھی شریک نماز تھے - جنازہ اٹھا تو کوٹھی اور باغ تک خلق خدا کا ایک تانتا بندھ گیا - ہندو - سکھ - مسلمان - احمدی اور غیر احمدی بلکہ عیسائی اور ڈاکٹر بھی - عورت کیا مرد اور بچے بوڑھے گھروں کو چھوڑ کر آگئے تھے - خدا کی لاکھوں لاکھ اور کروڑوں کروڑ رحمتیں اور برکات نازل ہوتی رہیں ہمیشہ ہمیش مرحوم انسان اس کے مطاع اور مطاع کے مطاع نیز اولاد پر - آمین ثم آمین +

الغرض ۱۴ - مارچ ۱۹۱۴ء کا مبارک دن خدائے بزرگ - بالا و برتر کے وعدوں - جلال اور شان کے ظہور کا دن - اس کے مقدسین - اولیاء امت اور صلحاء اسلام کے اقوال کی تصدیق کا روز - سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا سے ملی ہوئی بشارات کے پورا ہونے کی گھڑیاں اور حضرت نور الدین اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کے بار بار کے اشاروں - کنایوں اور فرمودات کی تکمیل کی وہ ساعات سعیدہ تھیں - جن کو

خلافت ثانیہ کا قیام

اور

خدا کی دوسری قدرت کا ظہور

کے نام سے یاد کیا جاتا ہے - اور یہی وہ نعمت فضل الٰہی کی ردا اور موہبت کا حُلّہ مقدسہ ہے - جس کا وعدہ زبان ربی لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ میں مذکور اور خدا کے علم و قدرت اور قوت و شوکت کے ذکر کے ساتھ اس میں بتاکید بتایا گیا ہے - کہ

خلیفے خدا بنایا کرتا ہے -

انسان کی ذاتی خواہش - مساعی یا جوڑ توڑ اور حیلے منصوبوں کو اس عالی مقام کے حصول میں قطعاً کوئی دخل و تصرف نہیں - بلکہ

گرچہ بھاگیں جبر سے دیتا ہے قسمت کے ثمار

سوء ظنی - بدظنی اور بہتان طرازی و افترا پردازی کا دنیا میں کوئی جواب ہوا نہ ہوگا - میرے آقا فداہ روحی پر بھی دنیا کے فرزندوں نے بدظنیاں کیں - بہتان باندھے اور اعتراضات کئے - مگر آپ نے ایسے لوگوں کو صرف یہی جواب دیا - کہ :-

"میں جواب دینے سے مجبور ہوں - اور موجودہ صورت میں اور کیا کہہ سکتا ہوں - سوائے اس کہ یہ کہوں کہ خدا تعالے شاہد ہے - اور میں اس کو حاضر ناظر جان کر اسی کی قسم کھاتا ہوں - کہ میں نے کبھی اس امر کی کوشش نہیں کی - کہ میں خلیفہ ہو جاؤں نہ یہ کہ کوشش نہیں کی - بلکہ کوشش کرنے کا خیال بھی میرے دل میں نہیں آیا - اور نہ میں نے کبھی یہ امید ظاہر کی - اور نہ میرے دل نے کبھی خواہش کی - اور جن لوگوں نے میری نسبت یہ خیال پھیلایا ہے - انہوں نے میرا خون کیا ہے - وہ میرے قاتل اور خدا کے حضور وہ ان الزامات کے جواب دہ ہوں گے" (الفضل ۱/۲)

اللہ اللہ !! ایک صادق و راستباز اور بے نفس و پاکباز انسان کے بیان بلکہ حلفیہ بیان کے بعد بھی جن دلوں سے بے بنیاد بدظنی کی لعنت اور بے سروپا الزامات کا گند و نجاست دُور نہ ہوئی - تو اُن کو

دل کہا جائے یا نجاست کے گڑھے؟

قارئین کرام ان حالات کو پڑھیں - واقعات پر غور فرمائیں - اور حقائق کو سوچیں - جو اس "فضل" کی راہ میں روک - "نور" کے سامنے اوٹ اور "قدرت" کے ظہور میں حائل تھے - آخر خدا نے ان تمام ظلمتوں کو دُور - روکوں کو چور - اور اوٹوں کو پاش پاش فرما کر لا راد بفضلہ

فضل کو قبول نور کو ظاہر اور قدرت کو قایم

فرما دیا - فالحمد للہ - الحمد للہ - ثم الحمد للہ صاحب العزۃ والعظمت والھیبت والقدرت والکبریاء والجبروت سبوحٌ - قدوسٌ ربنا ورب الملائکۃ والروح +

احباب کرام! اب اما بنعمت ربک فحدث کے حکم کی تعمیل میں جتنے بھی آپ سجدات شکر بجا لائیں حمد کے گیت گائیں - خیرات کریں - صدقات دیں

گولڈن اور سلور جوبلیاں منائیں

واقعی ان کا یہی موقعہ ہے اور محل ہے - قربانیوں سے نعمتیں ملتی - شکر سے بڑھتیں اور خیرات و صدقات سے قایم و دائم رہتی ہیں - بڑے انعام بڑی قربانیاں چاہتے اور اُن کے بڑھنے کے ساتھ ہی ذمہ داریاں بھی بڑھ جایا کرتی ہیں - جن کا ہمیں احساس رکھنا اور اُن کو ادا کرنا ہے

قادیان کی غریب جماعت! مبارکباد

صد ہزاراں

کہ

خلافت کے برکات و فیوض سب سے پہلے تمہیں پر نازل ہوتے ہیں -

آخر میں صرف ایک بات عرض کر کے ختم کرتا ہوں - زندگی ہوئی اور توفیق ملی تو پھر بھی انشاء اللہ تعالے -

میرے آقا سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود نے جو عدیم المثال قربانیاں - اور بے نظیر فدیے - توحید الٰہی - احکام اسلام - سنت خلفاء الراشدین -

خصوصیات سلسلہ اور وحدت و اتحاد جماعتی کے لئے ہر رنگ - ہر پہلو اور ہر طریق سے پیش کیں - اور جن اخلاق فاضلہ اور کمالات انسانی کا نمونہ دکھلایا قائم کیا - نہ صرف اپنوں - دوستوں اور ہم خیالوں کے لئے - بلکہ دشمنی اور عداوت رکھنے والوں - نفرت و حقارت کرنے والوں اور بغض و حسد کے پتلوں تک سے جس حسن سلوک - محبت و عزت اور مروت و ایثار نیز خیر خواہی سے آپ پیش آئے - وہ خدا کے خاص الخاص بندوں کے سوا ممکن نہ تھا -

قیام خلافت ثانیہ

کے بعد مکرم جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب نے فیصلہ کر لیا - کہ وہ قادیان کو چھوڑ کر چلے جائیں - حضرت کو اُن کے اس ارادہ کی اطلاع ہوئی - حضور پُر نور - غالباً حضرت نواب صاحب قبلہ اور بعض اور دوستوں کو ساتھ لے کر مولوی صاحب کی کوٹھی پر پہنچے - تاکہ اُن کو سمجھا بجھا کر اس ارادہ سے باز رکھا جائے - حضور معہ رفقاء مولوی صاحب کی کوٹھی (موجودہ جامعہ احمدیہ) پر پہنچے - میاں بگا صاحب مرحوم جو اپنی خلقی کمزوری کے باعث عموماً لوگوں کی دل لگی کا مرکز بنا کرتے - کہیں ادھر آنکلے - مولانا اُن کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گئے - اور عمداً ویسا ایک لامتناہی سلسلہ گپ شپ اور ہنسی مذاق شروع کیا - جو

ختم ہوا پر نہ ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز معہ ہمرکاب ساتھیوں کے انتظار میں بیٹھے رہے - اور بہت دیر تک بیٹھے رہے - مولوی صاحب نے میاں بگا صاحب مرحوم کو چھوڑا اور نہ ہی حضور کو بات کا موقعہ دیا - ناچار حضور اُن کے اس ارادہ و نیت کو محسوس کر کے اٹھکر واپس تشریف لے آئے - غور کرنے اور سوچنے والوں کے لئے اس میں حقیقت حال کے پانے اور معاملہ کی تہ تک پہنچنے کے سامان ہیں - ہمارا اپنا ایمان بلکہ یقین ہے - اور سیدنا امیر المومنین حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات اتنی ارفع و اعلےٰ واقع ہوئی ہے - اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا اخلاقی کمال اور بلند روحانی مقام عطا فرمایا ہے - کہ آپکے دل میں کسی دشمن کی دشمنی - عدو کی عداوت اور بغیض و کینہ پرور کی عداوت و بغض کا اثر ہی باقی نہیں رہتا - آج بھی اگر ہمارے وہ قدیم اور پرانے بزرگ رجوع کریں - تو ہمارے آقا ان کو پہلے سے بھی بڑھکر محبت و عزت سے پیش آئیں گے -

ببیں ایں تفاوت رہ از کجاست تابکجا

رہتی دنیا تک قائم رہے میرا پیارا الحکم - جسے میرے آقا سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کا دائیاں بازو ہونے کی عزت میسر - اور جس کے صفحات میرے واسطے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں اور دلی شکریہ ہے اس کے محترم مدیر کا جس کے دل میں میں جذبات محبت پاتا ہوں - خدا اپنے فضل سے ان پیاروں کو قائم و سلامت رکھے - آمین ثم آمین ٭

جوبلی نمبر دوستوں کو تحفہ دیجئے :-

جماعت احمدیہ اور اس کا امام

(میاں سلطان احمد وجودی ممبر پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی)

میاں سلطان احمد صاحب وجودی ممبر پراونشل کانگرس پنجاب کا جو ایک مشہور مصنف اور جرنلسٹ ہیں ممنون ہوں کہ انہوں نے میری درخواست پر الحکم کے جوبلی نمبر کے لئے یہ مضمون سپرد قلم فرمایا ٭ ایڈیٹر

ایک اخبار نویس کی حیثیت سے جہاں مجھے دنیا کے بعض اور بڑے بڑے آدمیوں سے ملنے اور بعض مشہور تاریخی مقامات دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے - وہاں میں موجودہ قادیان کے روح رواں مرزا بشیر الدین محمود احمد امیر جماعت احمدیہ سے بھی ملا - میں نے جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان کو بھی دیکھا - اور جماعت احمدیہ کو بھی بہت حد تک پڑھنے کی کوشش کی ہے -

مرزا بشیر الدین محمود احمد

مرزا بشیر الدین محمود احمد میں کام کرنے کی قوت حد سے زیادہ ہے - وہ ایک غیر معمولی شخصیت کے انسان ہیں - وہ کئی گھنٹوں تک رکاوٹ کے بغیر تقریر کرتے ہیں - اُن کی تقریر میں روانی اور معلومات زیادہ پائی جاتی ہیں - وہ بڑی بڑی ضخیم کتابوں کے مصنف ہیں - اُن کو ملکر اُن کے اخلاق کا گہرا اثر ان کے ملنے والوں پر ہوتا ہے - تنظیم کا ملکہ اُن میں موجود ہے - وہ ۵۰ سال کی عمر میں کام کرنے کے لحاظ سے نوجوان معلوم ہوتے ہیں - وہ اردو زبان کے ایک بڑے سرپرست ہیں ٭

جماعت احمدیہ کا مرکز

جماعت احمدیہ کا مرکز قادیان ہے - جو ایک چھوٹا سا خوبصورت شہر بنتا جا رہا ہے - قادیان میں اہل نظر کے لئے ہر قسم کی دلچسپی موجود ہے - یہاں گھر گھر میں علم کی گنگا بہتی ہے - عورت - مرد - بچہ اور بوڑھا علم کا شیدائی نظر آتا ہے - اردو - ہندی - گورمکھی - انگریزی فرانسیسی - جرمن وغیرہ دنیا بھر کی زبانوں کے بولنے اور سمجھنے والے اس شہر میں موجود ہیں -

جماعت احمدیہ

میں مذہبی لحاظ سے اس جماعت کے عقیدہ کو نہیں مانتا - مگر اس کے انتظام کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا - میرے خیال میں اس جماعت کی ترقی کا انحصار زیادہ تر اچھے انتظام پر ہے - مرکزی جماعت احمدیہ ایک چھوٹی سی حکومت ہے - جو نہایت اچھی طرح سے اپنی جماعت پر ایسی حکومت کر رہی ہے جس طرح وہ افراد حکومت کرتے ہوں - جن کے دل میں عرصہ تک حکومت کرنے کی خواہش موجود ہو ٭

تعلیم جماعت احمدیہ کی سب سے زیادہ چیز جس نے میرے دل پر اثر کیا - وہ اس میں تعلیم کا شوق اور دلچسپی ہے - ہمارا ملک ہندوستان پستی کی انتہا تک پہنچ چکا ہے - اگر ہندوستان کی تعلیمی ترقی کا دوسرے متمدن ممالک سے مقابلہ کیا جائے - تو معلوم ہوتا ہے - کہ ہندوستان تعلیمی حالت کے لحاظ سے دنیا کے اکثر ممالک سے بہت پیچھے ہے - یہاں تک کہ کل روئے زمین کے اَن پڑھ حضرات کا ایک تہائی حصہ یعنی ۴۳ کروڑ اَن پڑھ صرف ہندوستان میں ہی بستے ہیں - یہ مانی ہوئی حقیقت ہے - کہ جب تک جہالت کی تاریکی کو تعلیم کی روشنی سے نہ بدلا جائے - تمام اصلاحی تدابیر پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتیں - عوام کو اقتصادی مجلسی اور سیاسی ترقی میں حصہ لینے کے قابل بنانے کے لئے تعلیم بہت ہی ضروری چیز ہے - جماعت احمدیہ نے اپنی جماعت میں تعلیم کا عام شوق پیدا کر کے وہ قومی خدمت سرانجام دی ہے - کہ اس کی داد نہ دینا ایک قومی گناہ ہوگا -

نماز اور قرآن شریف اس جماعت میں جہاں تک مجھے علم ہے - نماز اور قرآن شریف کے سمجھنے اور پڑھنے کا شوق حد سے زیادہ ہے - چھوٹے چھوٹے بچے قرآن شریف کو اچھی طرح سے سمجھتے اور نماز اور قرآن شریف کو شوق سے باقاعدہ پڑھتے ہیں ٭

اپنی مدد آپ کوئی جماعت اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک وہ اپنی مدد آپ نہ کرے - اس جماعت میں بھی اپنی مدد آپ کرنے کا اصول ہے - جس کی نہایت سختی سے پابندی کی جاتی ہے - جماعت احمدیہ کے افراد انتہائی کوشش کرتے ہیں - کہ ہر ایک چیز وہ اپنی ہی جماعت کے افراد سے خریدیں - بعض جماعتیں اور افراد ان کے اس اصول پر ان کو تنگ نظر ہونے کا الزام لگاتے ہیں - مگر میرے خیال میں یہ کوئی عیب نہیں - سب کو اپنی حالت کے درست کرنے کا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا حق حاصل ہے -

تجارت تجارت ہی میں ہمارے ملک کی بہتری کا راز مضمر ہے - اس جماعت نے اس کو خوب سمجھا - اور اس کے لئے اپنے سرمایہ سے قادیان میں چھوٹے چھوٹے پیمانہ پر کارخانے جاری کر کے ایک اچھی قومی خدمت سرانجام دی ہے - اور مجھے امید ہے - کہ وہ اس کام میں ابھی بہت زیادہ ترقی کریگی - جو نکہ اس سے ہی ان کے بہت سے بیکاروں کو کام مل سکیگا ٭

اخبارات ہر جماعت کے لئے جو ترقی کرنا چاہتی ہے اخبار ایک ضروری چیز ہے - اس جماعت کے روزانہ - ہفتہ وار اور ماہوار کئی ایک اخبارات اور رسائل موجود ہیں - جو دنیا کی کئی ایک زبانوں میں شائع ہوتے ہیں -

بانٹ کر کھانے کا اصول دنیا بھر کی چھوٹی بڑی انجمنوں اور جماعتوں کی طرح جماعت احمدیہ کے اخراجات بھی چندہ سے ہی چلتے ہیں - مگر دوسری جماعتوں اور اس میں یہ فرق ہے کہ ان میں بانٹ کر کھانے کا اصول ہے - اس چندہ سے کام کرنے والوں کو تنخواہیں دی جاتی ہیں - اور وہ اپنی خانگی اخراجات کی فکر سے بے پرواہ ہو کر خدمت کرتے ہیں - اور چندہ کا کافی حصہ جماعت کی بہتری اور اشاعت کے کام پر لگا دیا جاتا ہے - چندہ کی وصولی اور خرچ کا باقاعدہ انتظام ہے ٭

ڈسپلن کوئی جماعت اس وقت تک زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتی - جب تک وہ ایک انشاء پرداز کی طرح تجاویز نہ بتلائے اور اُن تجاویز پر عمل نہ کرے - اس جماعت نے جو کچھ کہا - اس پر بہت حد تک عمل بھی کیا - اس جماعت کی آواز پر اس کے افراد بغیر کسی حیل و حجت کے لبیک کہتے ہیں - اور اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں - نظم و نسق اور ضبط کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے - کہ احکام کی تعمیل نہ کرنے والوں اور جماعت کے اصولوں کو چھوڑنے والوں کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھایا جائے - ایک نہیں کئی ایک مثالیں موجود ہیں - کہ انہوں نے ایسے افراد کے خلاف عملی قدم اٹھایا - اور انہیں جماعت سے خارج کر دیا -

مہذب شہری جماعت احمدیہ کے عام افراد ایسے حضرات کو جو جماعت احمدیہ میں شامل نہیں ہیں - ان کو جماعت احمدیہ میں داخل کرنا اپنی زندگی کا اولین فرض خیال کرتے ہیں - اسی طرح کرتی تو ہندو سکھ اور عیسائی مشنری جماعتیں بھی ہیں - مگر وہ عام طور پر اپنی تعداد زیادہ کرنا ہی ضروری خیال کرتی ہیں - جماعت احمدیہ نے اپنی جماعت کے ہندوستان میں بسنے والے انسانوں کو علم کے زیور سے آراستہ کر کے مہذب شہری بنا دیا ہے - اور اس طرح ایک نہایت ضروری قومی خدمت سرانجام دی ہے ٭

اردو زبان سے محبت میرزا بشیر الدین محمود احمد اردو زبان کے ایک بڑے سرپرست ہیں - اس جماعت میں بھی اردو زبان کے پڑھنے - لکھنے - سمجھنے اور محبت کرنے والے بہت ہیں - قادیان کی عام بول چال میں اور بہت زیادہ گھرانوں میں عام طور پر اردو زبان ہی بولی جاتی ہے - اور قادیان کے دفتروں میں زیادہ تر اردو زبان میں ہی کام ہوتا ہے ٭

جماعت احمدیہ کا ڈکٹیٹر اگر مصطفےٰ کمال اتاترک جو ۲۹۴۴۱۶ مربع میل زمین اور ایک کروڑ ۶۲ لاکھ انسانوں پر حکومت کرتا تھا - اگر برل جوزف دی سٹالین ۱۸۲ قومیتوں اور ۴۹ زبانوں والی سترہ کروڑ دس لاکھ انسانوں کی آبادی کا واحد مختار کل ہے - اگر مسولینی چار کروڑ ۲۰ لاکھ اطالوی اور پونے بیا کے ۸۷ لاکھ باشندوں کا خود مختار بادشاہ ہے - اگر آڈلف ہٹلر ساڑھے چھ کروڑ جرمنوں کا حکمران ہے - تو مرزا بشیر الدین محمود احمد بھی (ان کی جماعت کے قول کے بموجب) تمام دنیا میں بسنے والے - دنیا بھر کی تمام زبانیں جاننے والے افراد پر بلا شرکت غیرے حکومت کرتا ہے - جس کے احکام کی تعمیل کو افراد مذکرہ بالا کی تعداد اپنی زندگی کا اولین فرض خیال کرتے ہیں ٭

ناظر اعلیٰ مرزا بشیر الدین محمود احمد اگر اس جماعت کے خود مختار بادشاہ ہیں - تو چوہدری فتح محمد سیال ایم - اے ان کے وزیر اعظم - جو ناظر اعلیٰ کہلاتے ہیں - اور مرزا بشیر الدین محمود احمد کے بعد جماعت کے انتظام اور فلاح و بہبود کے ذمہ دار ہیں - چوہدری فتح محمد صاحب سیال اپنے اور ناظروں کی مدد سے تمام کام سرانجام دیتے ہیں - چوہدری فتح محمد کے دل میں عوام سے ہمدردی اور درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے - وہ ایک بڑے زمیندار ہیں - ان کو کھیتی باڑی کے کاموں ملکی حالات اور کتابوں کے مطالعہ کا زیادہ شوق ہے ٭

خان بہادر احمدالدین صاحب او۔بی۔ای
جنہوں نے الحکم کے جوبلی نمبر کی اشاعت
میں گراں قدر مدد فرمائی

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی
سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پہلے اخبار نویس
جنہوں نے ۱۸۹۷ میں الحکم جاری فرمایا

محمود احمد عرفانی
جنکی پیدائش سے دو ہفتہ پہلے الحکم
نکلا اور پھر بڑے ہو کر الحکم کی خدمت
کی سعادت پائی